

ہندوستان میں فرقہ پرستی اور اس کا جواب

اصولی انگیز
ترجمہ: شفقت نور مراد


مشعل

1
ہندوستان میں
فرقہ پرستی اور اس کا جواب

اصغر علی انجینئر

ترجمہ: شفقت تویر مرزا

مشعل بکس

آر۔ بی۔ ۵، سینٹر فلور

عوامی کمپلیکس، عثمان بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور۔ 54600، پاکستان

MashalBooks.org

ہندوستان میں فرقہ فرستی اور اس کا جواب

اصغر علی انجینئر
ترجمہ: شفقت تنویر مرزا

کاپی رائٹ اردو (c) 2004 مشعل بکس
کاپی رائٹ (c) اصغر علی انجینئر

ناشر: مشعل بکس

آر۔ بی۔ ۵، سیکنڈ فلور

عوامی کمپلیکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔ 54600 پاکستان

فون و فیکس 042-35866859

E-mail: mashbks@brain.net.pk

<http://www.mashalbooks.org>

ترتیب

- 6 دیباچہ شفقت تنویر مرزا
- 9 حرف آغاز
- 19 ترقی پذیر ممالک میں جمہوریت اور اس کے مسائل
- فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ تشدد 1998ء / فرقہ وارانہ تشدد 1999ء / فرقہ وارانہ فسادات 200 / بال ٹھا کرے کی گرفتاری / سری کرشنا کمیشن رپورٹ / کانپور کے فسادات / بمبئی کے فسادات میں ملوث پولیس افسروں کے لیے سزا
- مالیگاؤں کے فسادات / بابرہ مسجد کے انہدام کے بعد فرقہ وارانہ صورت حال / بابرہ مسجد کے بعد فرقہ وارانہ تشدد۔
- فرقہ وارانہ فسادات / بی جے پی کا فرقہ وارانہ فسادات سے پاک ہندوستان / گجرات حلقہ تاریک / گجرات کی خونریزی میں پولیس کا کردار / فرقہ وارانہ تشدد اور سول سوسائٹی کا کردار۔
- 116 مشترکہ ثقافت، سیکولرازم اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی
- سیکولرازم کی تذلیل / بین المذہبی اور بین الثقافتی مکالمہ / مذاہب اور ثقافتوں کی باہمی تفہیم / بین المذاہب مکالمے کیلئے قاعدے / اکیسویں صدی، مذہب اور امن / قومی ریاست، مذہب اور شناخت / کانگریس سیکولرازم اور اقلیتیں۔

اسلام اور سیکولرازم/ قومی پرستی، فرقہ پرستی اور بیسویں صدی/ واجپائی کا بیان اور قرون وسطیٰ کی تاریخ/ کثیر الوجودیت اور فرقہ واریت/ گجرات میں سب کچھ نہیں کھو گیا/ گجرات کا قتل عام اور سیکولرازم پر اثرات

182

بی جی پی/ سنگھ پر یوار اور اقلیتیں

ہندوستان/ اقلیتیں اور اکیسویں صدی/ بی جے پی اور گجرات میں اس کی جڑیں/ بی جے پی اور اس کے 20 سال/ بی جے پی اور مسلمان/ آرائیں ایس: اقلیتی نقطہ نظر سے/ ہندوتوا/ نیشنلزم اور تشدد/ بی جے پی کی شکست..... فرقہ واریت کی شکست/ اقلیتیں۔ آرائیں ایس کے رحم و کرم پر نہیں!

230

ہندوستانی مسلمان

ہندوستانی مسلمان اور تعلیم/ مسلمان اور تعلیم/ سماجی اصلاحات اور سیاسی دشواریاں/ الگ مسلم پارٹی کی ضرورت نہیں/ شناخت اور بقا کا مسئلہ/ فرقہ وارانہ تشدد/ باہری مسجد کے بعد/ مسلمانوں کا درمیانہ طبقہ اور اس کا کردار/ پچاس برس آزاد ہندوستان میں..... ایک جائزہ مسلمانوں کے متعلق افسانہ سازی اور گجرات کا کشت و خون۔

286

مسلم خواتین اور شرعی قوانین

مسلم خواتین کا نان نفقہ: کچھ نئے فیصلے/ ایران میں خواتین اور شرعی قانون/ عورتوں کے حقوق اور مذہبی قانون کا بورڈ/ مسلم خواتین اور بنگلہ دیش میں ڈورس تبدیلیاں/ کیا جبراً پردہ کرایا جاسکتا ہے؟۔

309

کشمیر

کشمیر میں تشدد اور جمہوری حقوق/ کشمیر..... کیا خود مختاری مسئلے کا حل ہے؟/ کشمیر کا انتخاب..... امن۔

324

پاک و ہند تعلقات

نصابی کتابوں میں ہندوستان کے خلاف نفرت/ جنوبی ایشیا میں مسئلہ قوم سازی/ قوم

سازی کے مسئلے/ پاکستان..... جمہوری حکومت/ سیاست اور پائیداری/ پاک و ہند تعلقات
میں بڑھتی تلخی/ کیا جنوبی ایشیا میں کنفیڈریشن ممکن ہے؟

353

عالم اسلام

ایران..... جدید اور قدیم کے درمیان/ انڈونیشیا میں سیاست اور مذہب/ انڈونیشیا.....
مصیبت میں ہے/ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ اور مسائل/ دہشت گردی کا ٹکراؤ؟/ عالم اسلام کو نئے
راستے کی ضرورت ہے

MashalBooks.org

دیباچہ

اصغر علی انجینئر، ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کے لئے لڑنے والوں میں صف اول میں شامل ہیں۔ بہت ہی معروف سکالر اور دانشور ہیں۔ بوہرا خاندان سے تعلق ہے 1940ء میں پیدا ہوئے۔ تفسیر فقہ اور حدیث کی مکمل تعلیم حاصل کی۔ دین سے ہٹ کر دنیوی تعلیم انجینئرنگ میں گریجوایشن کی۔ دینی علوم کے حصول کیلئے بہت سی زبانیں سیکھیں۔ ان میں اردو، عربی، فارسی، ہندی بھی شامل ہیں۔ انگریزی ویسے ہی تعلیم کا لازمی حصہ تھی۔ گجراتی ان کی مادری زبان ہے جبکہ مراٹھی بھی جانتے ہیں۔ اس وقت تک چالیس کے قریب کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اسلام کے بارے میں ان کے تحقیقی کام پرائیڈونیشیا میں بھی پی ایچ ڈی کی سطح پر کام کیا گیا ہے۔ ہندوستان کی اندرونی زبانوں کے علاوہ بعض غیر ملکی زبانوں میں بھی ان کے کئی کتابوں کے ترجمے ہوئے ہیں۔

اصغر علی انجینئر نے جس دن آنکھ کھولی تھی اس کے گیارہ روز بعد لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی گویا ابتدائی عمر میں ہی ہندو مسلم تنازع کو محسوس کرنا پڑا پھر 1947ء کی تقسیم، قیام پاکستان، قتل و غارت گری، کچھ خواب ٹوٹے، کچھ بکھرے۔ آزاد ہندوستان جو اصغر کا وطن ہے کشمیر کے مسئلے میں الجھا، ہندو اکثریت نے مسلمان اقلیت کو ہندوستان کا کم اور پاکستان کا زیادہ وفادار جانا، ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت بھی مسلمان اور ہندوستان کی تاریخ بھی ایک ہزار سال تک مشترکہ اور متنازعہ۔ ہندوستان کے لئے آزادی کی جنگ لڑنے والے مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد نے بقول اصغر صاحب بہترین آئین بنایا جس کی بنیاد جمہوریت اور سیکولرزم کے اصولوں پر ہے اور جس

کی نظر میں ہندوستان کا ہر شعبہ بلا امتیاز مذہب و رنگ اور نسل، علاقہ ایک سے حقوق کا مالک ہے تاہم اس میں ایک دفعہ 370 کشمیر سے متعلق رکھی گئی۔ اسی سے پھوٹا تنازع۔ یہ تنازع ان دونوں ملکوں کی معیشت کو بھی برباد کرتا جاتا ہے۔ 47ء سے پہلے اور بعد کے فرقہ وارانہ زخم بار بار ہرے ہوتے رہتے ہیں اور اصغر علی انجینئر کا اس کتاب میں یہی مسئلہ ہے کہ جو زخم 1947ء میں برصغیر میں لگے۔ 1948 میں مشرق وسطیٰ میں فلسطین کی صورت میں جو جراحت ہوئی اور نائن الیون یعنی 11 ستمبر میں نیویارک کے ٹریڈ ٹاور پر حملے سے لے کر افغانستان پر کارپٹ بمباری تک یہ سارے زخم اصغر علی انجینئر نے اس کتاب میں شمار کئے ہیں۔ اصغر علی انجینئر کا سادہ الفاظ میں نظریہ ہے کہ مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیرکھنا، زیادہ معاشی اور سیاسی اسباب پر تنازع کھڑا کیا جاتا ہے اس کو اپنے اپنے مذہب کا نقاب پہنا دیا جاتا ہے۔ ان کی نظر میں اس نوعیت کے تنازعوں کا حل صرف جمہوریت اور سیکولر ازم میں پوشیدہ ہے۔ وہ ہندوستان میں سابق ہندو مہاسبھا سے لے کر موجودہ حکمران پارٹی بھارتیہ جنتا پارٹی تک سبھی کو جمہوریت خصوصاً سیکولر ازم کی ناکامی کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ انہیں ہندو مہاسبھا (بحوالہ لالہ جیت رائے) دو قومی نظریہ کی خالق نظر آتی ہے جبکہ مسلمانوں نے یہ راہ خاصی دیر کے بعد اختیار کی اور اصغر صاحب کی نظر میں مسلمانوں کا مقصد بنا۔ یوپی اور بہار کے مسلمانوں کا بالائی طبقہ دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان کے حق میں تھا کیونکہ اس کی نگاہ پاکستان کی سرسبز چراگا ہوں پر تھی غریب مسلمانوں کو اس میں کوئی زیادہ کشش نظر نہیں آتی تھی۔

انجینئر صاحب اپنے تجزیے میں دیوبندی علماء کو مذہبی لحاظ سے قدامت پسند برطانوی راج کے حوالے سے حریت پسند اور سیاسی اور قومی لحاظ سے متوازن سمجھتے ہیں۔ اصغر علی صاحب سے بہت سے اختلافات ہو سکتے ہیں مگر ان کے اس خیال سے انکار نہیں کہ اسلام کی قرون اولیٰ کی تعبیر اور تفسیر کی جگہ اجتہاد کی ضرورت ہے۔ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے بارے میں سوچتے ہیں ان کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا معروضی جائزہ لیتے ہیں اور آج کی عالمی کثرت کے حوالے سے نئے سانچے بنانے پر زور دیتے ہیں۔

اصغر علی انجینئر کی یہ کتاب زیادہ تر ہندوستانی مسلمانوں کے 47ء سے بعد کے لہورنگ واقعات کے اسباب و علل اور تجزیہ تک محدود ہے۔ اسی حوالے سے پاکستان کے

معاملات بھی زیر بحث آئے ہیں۔ اصغر صاحب سے یہاں بیک وقت اختلاف اور اتفاق ہوتا ہے تاہم ان کا نقطہ نظر ایک ایسے دردمند ہندوستانی مسلمان کا ہے جسے ہندوستان میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ کا قومی اعزاز دیا گیا ہے۔ تقریباً اسی مقصد کے لئے ان کی ساری زندگی وقف ہو گئی اس کتاب کا مطالعہ انہی سطور کی روشنی میں کیا جائے تو حاصل مطالعہ کشمیر سمیت برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بڑا چشم کشا ہوگا۔

شفقت تنویر مرزا

MashalBooks.org

حرف آغاز

فرقہ واریت کا مسئلہ ہمارے ملک کیلئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہمارے سیاست دان اسے مزید سنگین بناتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارا معاشرہ تو سیکولر ہے اور توقع یہ تھی کہ جمہوریت کے استحکام کے ساتھ ساتھ سیکولر ازم کو تقویت ملے گی مگر ہمارے سامنے جو منظر ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ جمہوریت کی لہریں گہری تو ہوتی گئیں مگر نتیجہ یہ نکلا کہ فرقہ وارانہ اور ذات پات کی علامتیں اور شناخت زیادہ ابھرنے لگی۔

سیاستدانوں (معدودے چند قابل احترام مثالوں کو چھوڑ کر) نے ان شناختوں پر زیادہ سے زیادہ زور دینا شروع کیا اور ذات پات اور مذہب کی بنیاد پر ووٹ حاصل کرنے کیلئے زیادہ انتشار پھیلا دیا۔

ہم نے ایسا آئین بنایا جو دنیا کے بہترین آئینوں میں شمار ہوتا ہے جس میں یہ ضمانت دی گئی ہے کہ قانون کی نظر میں ذات، رنگ اور عقیدے سے قطع نظر ہر شہری برابر ہے اور یہ برابری ایسے معاشرے میں ہے۔ جس میں سورنگ ہیں۔ ہم نے مذہبی یا لسانی اقلیتوں کو بھی ان کے حقوق کی پوری ضمانت دی ہے۔ آئین میں اقلیتی مذاہب اور ثقافتوں کے تحفظ اور فروغ کیلئے جامع دفعات رکھی گئی ہیں۔ اس نقطہ نظر سے آئین کے آرٹیکل 25 سے 30 تک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ آئین سیکولر تھا۔ اس میں دی گئی ضمانتوں کے باوجود ہمیں فرقہ واریت اور ذات پات کی تفریق کے بڑے بڑے مسائل درپیش ہیں۔ اکثریت اور اقلیت کے درمیان کشمکش سنگین ہوتی جا رہی ہے۔ ہماری کثیرالوجود ثقافت کو ہر لمحہ خطرہ لاحق ہے۔ یہ ثقافت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارا نظام تعلیم ناقدانہ اور عقلی غور و فکر کے بجائے تعصبات کو فروغ دے رہا

ہے۔ ہم نے اس نظام کے ذریعے اقدار کے فروغ کیلئے کچھ نہیں کیا۔ اعلیٰ اقدار سے لیس تنقیدی نظر سے سوچ بچار کرنے والوں کی جگہ ہم نے کثیر تعداد میں پڑھے لکھے متعصب پیدا کر دیئے ہیں اور آج صورت یہ ہے کہ ان پڑھ لوگوں کے مقابلے میں پڑھے لکھے لوگ ذات پات اور مذہب کی بنا پر زیادہ متعصب ہو گئے ہیں۔

ہم اپنے معاشی مسائل حل کرنے میں بھی ناکام ہو گئے ہیں اور پڑھے لکھے لوگوں میں بیروزگاری روز افزوں ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہی لوگ فرقہ واریت اور مذہبی منافرت پھیلانے کا بہت بڑا وسیلہ بن گئے ہیں۔ سیاستدان ان معاملات کو سلجھانے کے بجائے ووٹ کی خاطر فرقہ وارانہ جذبات (شناخت) کو ہوا دیتے ہیں۔ ہمارے مثالی کردار مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ وہ ذہنوں سے محو ہو گئے ہیں۔ انکے بعد جو قیادت ابھری ہے نہ اس میں کوئی معجزہ نمائی ہے نہ وہ عزت و وقار کی حامل ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے لوگ صرف اقتدار کے بھوکے ہیں۔ ان کے سامنے ملک اور عوام کی فلاح کا کوئی مقصد نہیں یہ ایک تلخ حقیقت ہے اور ہمیں اسی کا سامنا ہے۔ یہ رہنما اپنے اپنے مفاد کے وفادار ہیں۔ چنانچہ اقتدار کی دوڑ میں صرف ہمارے اختلافات اور تعصبات کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔

نہرو گاندھی اور آزاد کے بعد قومی سطح پر کوئی بھی سر بلند قائد پیدا نہیں ہوا۔ ہماری آبادی بہت زیادہ ہے اس حساب سے ہمارے مسائل بھی بڑے کٹھن ہیں۔ ہم نے ذات اور عقیدہ سے بالاتر ہو کر مساوات اور عدل و انصاف کی خاطر نظریاتی طور پر سیکولر ازم اور سوشلزم کو اختیار کیا تھا۔ سوشلزم کو ترک کر دیا اور سیکولر ازم آہستہ آہستہ کمزور ہوتا گیا۔

بی جے پی (بھارتیہ جنتا پارٹی) نے نہ صرف سوشلزم کو مسترد کیا سیکولر ازم کو بھی رد کر دیا۔ بد قسمتی یہ ہے کہ اس نے اس تصور پر اعتراضات کرنے شروع کر دیئے اور اسے ہندوستانی ثقافت میں درآ مد شدہ مغربی تصور قرار دے کر رد کر دیا۔ پھر نہرہ طرز کے سیکولر ازم کو بھی نام نہاد سیکولر ازم قرار دیا۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ ہندو دوتروں کو اپنی طرف راغب کر سکیں۔ ہمارے آئین کی تمام اقدار کو دور یا برد کر دیا اور کانگریس پر الزام لگایا کہ اس نے اقلیتوں کو خوش کرنے کیلئے مسلمانوں کو شرعی قوانین پر عمل کی اجازت دیدی ہے۔ آئین کے بنیادی اصولوں میں یک رنگ سول ضابطہ جو دراصل سیکولر اور انسانی نوعیت اعلیٰ قدم تھا اسے ہندو تو اکا ایجنڈا بنا دیا کیسی ستم ظریفی ہے اس طرح یک رنگ سول ضابطہ وضع کرنے کا مقصد فوت ہو گیا۔

کانگریس کی بعد کی نسل کی قیادت بھی برائے نام سیکولر رہ گئی۔ سیکولر ازم ان کیلئے اب مقصد بالذات نہیں رہا صرف اقلیتوں کے ووٹ حاصل کرنے کیلئے جھوٹے وعدے کرنے کے کام آیا۔ اندرا گاندھی نے شروع میں انہی سیکولر اور سوشلسٹ پارٹیوں کے باعث معاشرے کے کمزور طبقوں میں عزت اور مقبولیت حاصل کی مگر اقتدار چھوٹا تو انہوں نے بھی موقع پرستی شروع کر دی۔ آٹھویں دہائی کے شروع میں تو انہوں نے کمال مہارت سے بالائی طبقے اور ذات کے ہندوؤں کو خوش کرنے کیلئے ہندو تواریکی حامی ان طاقتوں کی حمایت شروع کر دی جن کی نمائندگی و شوہندو پریشد کرتی ہے۔

اس طرح بلاشبہ ملک میں سیکولر طاقتوں کو نقصان پہنچا۔ اندرا گاندھی کے قتل کے بعد راجیو گاندھی آئے انہوں نے بھی خوب موقع پرستی دکھائی، ان منصوبوں کے باعث سکھوں پر تباہی آئی اور مسز اندرا گاندھی کے قتل کے جواب میں 1986ء میں سینکڑوں سکھوں کا قتل عام کیا گیا۔ مسلم قیادت نے بھی کوئی کم موقع پرستی نہیں دکھائی۔ جب سپریم کورٹ نے شاہ بانو نامی ایک مسلم مطلقہ عورت کے نان نفقہ کے حق میں فیصلہ دیا تو مسلمانوں کی طرف سے اس فیصلے کو نہ صرف غیر اسلامی قرار دے کر اس کیخلاف وسیع پیمانے پر احتجاجی تحریک چلائی گئی بلکہ اسے اسلامی شریعت پر حملہ بھی قرار دیا گیا۔ اس تحریک کی وجہ سے بھی ملک میں سیکولر اقتدار کو بڑا نقصان پہنچا۔

بی جے پی کو ہندو ووٹ نہ ملنے پر انتہائی مایوسی ہوئی۔ 1984ء کے انتخاب میں اسے صرف دو نشستیں مل تھیں۔ تو اس نے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ مذہبی تنازعات کھڑے کر کے اکثریت کی حمایت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور جیسا کہ ادھر کہا گیا ہے اس نے سیکولر ازم کو بھی رگیدا۔ اس نے مسلم قیادت کی طرف سے سپریم کورٹ کے فیصلے کیخلاف پیدا کی گئی نفرت سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا۔ بد قسمتی سے مسلم قیادت کے دباؤ میں راجیو گاندھی بھی آگئے اور انہوں نے مطلقہ مسلم خواتین کے نان نفقہ کے لئے قانون (مسلم ویمنز ایکٹ) بنا دیا۔ یہ انتہائی نامناسب اقدام تھا جس سے ہندوستانی سیکولر ازم کو دھچکا لگا۔ چنانچہ درمیانے درجے کے ہندوؤں نے بی جے پی کو ہندو مفادات کا علمبردار سمجھ کر اس سے وابستہ ہونا شروع کر دیا۔

یوں آٹھویں دہائی میں ہماری سیاست سخت فرقہ واریت کا شکار ہو گئی۔ کانگریسی قیادت کمزور ہو گئی اور بی جے پی کے حملوں کی تاب نہ لاسکی۔ اس کے ساتھ بی جے پی نے ایودھیا

میں رام مندر کا مسئلہ اٹھا کر اپنے لئے کافی گنجائش پیدا کر لی۔ درمیانے طبقے کے ہندو تاریخ کی نصابی کتابوں کے حوالے سے پہلے ہی مسلمانوں کیخلاف تعصبات کا شکار ہو چکے تھے۔ ان کتابوں میں تاریخ اور سیاسی سیاق و سباق سے ہٹ کر اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ مسلمان حکمرانوں نے ہندو مندروں کو تباہ کیا تھا۔

بی جے پی نے بابرہی مسجد اور رام جنم بھومی کے مسئلے کو ہوادے کر اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا درمیانے طبقے کے ہندوؤں نے زوردار طریقے سے اس مسئلے پر بی جے پی کا ساتھ دیا اور یوں بی جے پی ہندو مفادات کی علمبردار بن کر ابھری۔ انہوں نے اس افسانے کو بلا جوں و چراں مان لیا کہ بابر نے یودھیا میں واقعی رام مندر گرا کر اس پر مسجد تعمیر کر دی تھی۔ اس طرح ملک میں سیکولرازم کا حلقہ اثر بہت ہی محدود کر دیا گیا۔ اور فرقہ پرست طاقتوں کو کھلی چھٹی دے دی۔ اسی طریق کار کی بنا پر اقلیتوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا اور فرقہ وارانہ فسادات سارے ملک میں پھیل گئے۔ اسی کی دہائی میں آسام سے کنیا کماری تک پورے ہندوستان میں بے شمار فسادات ہوئے۔

ہندو نہرو کے بعد کی نسل نے سنجیدگی کے ساتھ سیکولر قوم پرستی کے فروغ پر توجہ نہیں دی۔ اس کے برعکس مختلف برسر اقتدار آنے والے گروہوں اور دھڑوں نے موقع پرستی کی پالیسیوں سے سیکولرازم کو مزید دبا کر رکھ دیا۔ نہرو کے بعد جنوں یہ رہ گیا تھا کہ ذات پات اور فرقہ وارانہ جذبات کو ہوادے کر کسی نہ کسی طرح اقتدار پر قبضہ کیا جائے۔ معصبانہ جذبے کے تحت ذات پات اور فرقہ واریت کو فروغ دیا گیا۔ اگر ایک پارٹی کسی ایک ذات یا عقیدے کے لوگوں کے مفادات کی علمبردار بنی تو دوسری پارٹی دوسری ذات اور فرقے کا مسئلہ لے کر کھڑی ہو گئی۔

کانگریس نے اتنے طویل عرصے میں مسلمانوں کے مفاد کیلئے کوئی ٹھوس کام نہیں کیا تھا۔ لیکن بی جے پی نے اس پر الزام لگایا کہ وہ مثبت سیکولرازم کی روح کو مجروح کر کے مسلمانوں کی چالپوسی کرتی رہی ہے۔ بی جے پی خود اس مثبت سیکولرازم کی دعویٰ داری بن گئی۔ یہ الزام تراشی محض اس لئے کی جا رہی تھی تاکہ ہندوؤں میں کانگریس اور مسلمانوں کے خلاف جذبات کو ابھارا جائے۔ بی جے پی نے جتنا پارٹی کے لیڈروں کے ساتھ بھی مہاتما گاندھی کی سادھی پر غیر فرقہ وارانہ معاشرے کے قیام کی قسم اٹھائی تھی مگر ہندو ووٹ حاصل کرنے کیلئے اس نے اس

قسم کی دھجیاں اڑادیں۔

سیکولرازم کے قیام اور فروغ کی قسم اٹھانے کے بعد بی جے پی نے زیادہ زور شور سے اس کی خلاف ورزی شروع کر دی۔ اس نے ہندوویت کے فروغ پر زیادہ زور دیا اور دشا ہندو پریشد کو اپنے خاندان میں شامل کر لیا۔ پریشد ہندوویت کیلئے زیادہ زور شور اور مذہبی جذبے کے ساتھ سرگرم ہو گئی۔ اس کی پہلی تحریک تامل ناڈو کے ضلع میناکشی پرانم میں کچھ دلت لوگوں کے قبول اسلام سے شروع ہوئی۔ ان دلت لوگوں نے اونچی جاتی کے ہندوؤں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اسلام قبول کیا تھا۔ یہ مکروہ مہم چلائی گئی کہ عرب ممالک تیل سے کمائی دولت ہندوؤں کو مسلمان بنانے کیلئے بھیج رہے ہیں۔

اندرگانڈھی کو مسلمان ووٹروں سے جو نقصان ہوا تھا اس کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے بھی پریشد کی تحریک کو یوں استعمال کیا کہ ہندو ووٹروں کو رام کر سکیں۔ اس زمانے سے پریشد بھی سنگھ پر یوار کی زبردست ساتھی بن گئی اور اب تک چلی آرہی ہے۔ اس کی عسکریت اور شدت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ جب بی جے پی نے نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ بنایا تو ہندو تووا کے بارے میں اس کا رویہ کچھ نرم پڑ گیا مگر اس نے بڑی کامیابی سے پریشد کو اس مقصد کیلئے استعمال کیا۔ اس نے ایک اور متنازعہ نظریہ بھی اٹھا دیا کہ صرف ایک ہندو ہی سیکولر ہو سکتا ہے۔

نظریے کی بنیاد اس بات پر تھی کہ عرب مذاہب ایک خدا، ایک رسول ایک کتاب پر مبنی ہیں اس لئے وہ اصلاً تنگ نظر فرقہ پرست ہیں اور دوسرے مذاہب کیخلاف۔ جبکہ ہندو ازم میں کئی خدا، کئی اوتار اور کئی کتابیں ہیں یعنی یہ زیادہ کشادہ اور سیکولر ہے۔ نتیجہ یہ نکالا گیا کہ صرف ہندو ہی سچے سیکولر ہیں، مسلمان اور عیسائی کبھی سیکولر ہو ہی نہیں سکتے۔ جو بے خبر مگر پڑھے لکھے ہندوؤں میں یہ ان گھڑ دلیل مقبول ہوئی۔ اس بودی اور بے ڈھنگ منطق میں یہ حقیقت بھلا دی گئی کہ اول تو سیکولرازم مذہبی نہیں سیاسی فلسفہ ہے۔ اور ہندوستان میں بہت سے قدامت پسند علما نے بھی اس کو قبول کر لیا ہے۔ ان علما نے پر زور طریقے سے دو قومی نظریے کی نفی کی اور ثابت قدمی سے متحدہ یا مخلوط سیکولر قوم پرستی کا ساتھ دیا اور کہا کہ تحریک پاکستان کی قیادت جناح صاحب جیسے مغربی تعلیم یافتہ مغربی رنگ میں رنگے آزاد خیال شخص نے کی۔ مسلمانوں کے تعلیم یافتہ متوسط طبقے نے پاکستان کی لڑائی لڑی نہ کہ مسلم عوام اور قدامت پسند مسلمانوں نے۔

گویا سیکولرازم کوئی مذہبی نوعیت کا مسئلہ نہیں بلکہ اسے قبول کرنا یا رد کرنا سیاسی سوال ہے

کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب بڑا کشادہ اور آزاد ہے لیکن اسی مذہب نے تنگ نظری اور عسکریت سے لیس ہندو اواردی پیدا کئے ہیں۔ جو سیکولر ازم کو مکمل طور پر رد کرتے ہیں اور اپنی دانست میں اسے ایک مغربی نظریہ قرار دے کر بھارت کی ثقافت کے لئے عجوبہ گردانتے ہیں پھر یہی لوگ دوسری ہی سانس میں یہ دعوے کیوں کرتے ہیں کہ صرف ہندو ہی سیکولر ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کا اصرار سراسر غلط اور بے معنی ہے مگر بد قسمتی سے بہت سے لوگوں نے اس کو آنکھ بند کر کے قبول کر لیا ہے۔

گجرات میں جو فسادات ہوئے سنگھ پر یوار کی فرقہ وارانہ عسکریت کا نتیجہ ہے۔ اسی نوعیت کے مسلسل جارحانہ پراپیگنڈے نے بہت سے ہندوؤں کے ذہنوں کو بھی مسموم کر دیا ہے اور مسلمان اور عیسائی اقلیتوں کے بارے میں شکوک پیدا کر دیئے ہیں۔ ان کے بارے میں خیال ہے کہ وہ موروثی طور پر لڑائی بھڑائی میں یقین رکھتے ہیں اور دوسرے ملکوں کے وفادار ہیں۔ ان کی طرف سے اگر چھوٹا سا تشدد بھی ہو تو یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ ساری برادری اس تشدد کی حامی ہے۔ چنانچہ 27 فروری 2002ء کو سا برمتی ایکسپریس کی بوگی پر گودھرا میں جو حملہ ہوا اس کو مسلمانوں کی عسکریت اور دہشت پسندی کا ثبوت سمجھ لیا گیا حالانکہ یہ تھوڑے سے گھانچے مسلمانوں کا فعل تھا جن کے چھابڑی فروشوں کو ایودھیا سے واپس آنے والے دشواہندو پریشد کے کارسیوں نے گودھرا کے ریلوے سٹیشن پر مارا پٹا تھا۔

بعد میں اس وقت یہ سارا معاملہ مشکوک ہو گیا جب آتش زنی کے ماہرین نے رائے دی کہ بوگی کے اندر سے آتش زنی کی گئی باہر سے نہیں۔ اس میں ساٹھ لٹر پٹرول یا آگ پکڑنے والا کوئی سیال مادہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ کارنامہ کس نے کیا؟ یہ معاملہ ابھی ایک پراسرار بھید ہے اور تحقیق طلب۔ تاہم اگلے روز 28 فروری کو سنگھ پر یوار نے گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی شروع کر دی، سنگھ کو سرکاری مشینری کی حمایت بھی ملتی رہی اور سیاسی طبقے کے ساز باز بھی۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہزار کے قریب لوگ قتل کئے گئے یا جلا دیئے گئے۔ مگر بہت سی تحقیقاتی رپورٹوں کے مطابق دو ہزار افراد قتل کئے گئے اور ہزاروں عورتوں کی سرعام عصمت دری کی گئی۔

کنسرٹڈ سٹینڈنگ رپورٹ نے انسانیت کے خلاف جرم کے عنوان سے جو رپورٹ حال ہی میں چھاپی ہے اس کے ذریعے تصدیق کی گئی ہے کہ اس خون خرابے میں گجرات کی